

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

www.safareadab.com

Web Special Novel

رائحہ فاطمہ

حور

جواق



از قلم راتحہ فاطمہ

All Rights Reserved

Copyright: Raiha Fatima (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

safareadab@gmail.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

جواق کے تمام جملہ حقوق لکھاری "رائحہ فاطمہ" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔



میرا نام قلم ہے۔ میرا کام زندگی کی داستانوں کو قلمبند کرنا ہے۔ مگر کچھ داستانیں عجب سی ہوتی ہیں، عقل و سمجھ سے بالاتر۔ ایسی ہی ایک داستان میں آج قلمبند کروں گا جس میں میری حیثیت فقط اک خاموش تماشائی سی ہے۔

ٹی وی لاونج میں سفید رنگ کے کانوچ پر بیٹھی وہ فون استعمال کرنے میں مگن تھی اور وہ پاس بیٹھا مسلسل بول رہا تھا۔ شاید وہ اسے کسی چیز کے لئے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یار تم بات کو کیوں نہیں سمجھ رہی میں اکیلے جا کر کیا کروں گا۔ میں نے تمہارے ساتھ اپلائی کیا تھا سکا لرشپ کے لئے اور اگر تم نہیں جاسکتی تو میں بھی نہیں جاسکتا۔"

وہ ابھی بھی مسلسل فون استعمال کرنے میں مگن تھی کہ تیمور جھنجھلا کر بولا:



ایزل نے اپنے اسی سکونیت بھرے انداز میں فون کو بند کر کے پاس پڑی میز پر رکھا۔ پھر ایک سر دنگاہ تیمور پر ڈالی اور بولنا شروع کیا:

"باؤ لے ہو گئے ہو کب سے دماغ کھا رہے ہو کوئی بڑی بات ہو گئی ہے۔"



"یار تم اتنی پرسکون کیسے ہو ابھی بھی تمہارے لئے یہ کوئی بڑی بات نہیں؟"

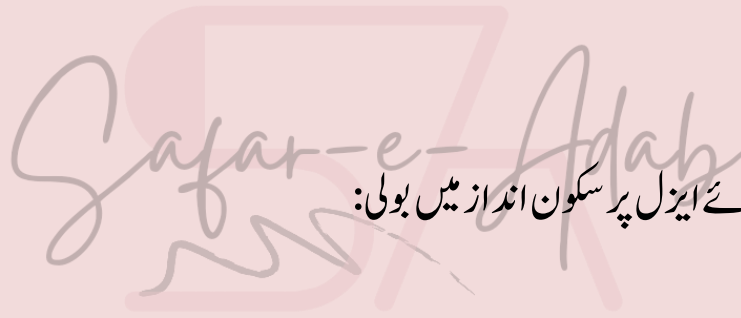
ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے ایزل نے اپنا رخ تیمور کی طرف کیا اور بولی:

"دیکھو ہم دونوں نے ساتھ اپلائی کیا اسکا لرشپ کے لئے۔ تمہیں مل گئی اور مجھے نہیں ملی۔ بس اتنی سی بات ہے۔ اور میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ تم میری وجہ سے یہ موقع ضائع کرو۔ ویسے بھی ہم ایک ٹیم ہیں تم جاؤ یا میں ایک ہی بات ہے۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

تیمور نے ایک بار پھر ایزل کو سمجھانے کی کوشش کا آغاز کیا:

"تم بچوں والی ضد کیوں لگا رہی ہو۔ اگر میرا جانا اتنا ضروری ہے تو ہم تمہارا داخلہ سیلف فائننس بیس پر کروا دیتے ہیں۔ یہ کوئی بڑی بات تو نہیں۔"



دوبارہ فون پکڑتے ہوئے ایزل پر سکون انداز میں بولی:

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں مجھے کوئی شوق نہیں۔ میں نے تو بس اسکا لرشپ کی وجہ سے جانے کا سوچا تھا ورنہ پاکستان میں بھی بہت کمال کی یونیورسٹیاں ہیں۔ نہیں ملی اسکا لرشپ تو کیا ہوا ہمیشہ تقدیر ہماری کی گئی منصوبہ بندی پر ہی عمل پیرا نہیں ہوتی۔"

مستقبل کے انجام سے بے خبر وہ دونوں وہیں بیٹھے گپ شپ کرتے رہے۔ ایزل کی اس بات پر تقدیر نے بھی ایک تمسخر آمیز تالی بجائی، قسمت نے قہقہہ لگایا مگر یہ سرگوشی ان کی سماعت میں کہاں بھٹکنے والی تھی۔



تیمور کے والد کا نام شہنواز اور ایزل کے والد کا نام دلنواز تھا۔ وہ دونوں آپس میں بھائی تھے۔ شہنواز بڑے جبکہ دلنواز چھوٹے بھائی تھے۔ یہ دونوں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ تیمور ایزل سے صرف ایک سال بڑا تھا۔ عمر میں زیادہ فرق نہ ہونے اور بچپن سے ہمیشہ ساتھ ہونے کی وجہ سے دونوں بہترین دوست تھے۔ تیمور اور ایزل ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ان کے والدین نے امریکہ نقل مکانی کا فیصلہ کیا۔ امریکہ منتقل ہونے کے بعد تیمور اور ایزل دونوں ہی وہاں کے ماحول میں مطابقت نہ پیدا کر سکے اور پاکستان اپنی دادی کے پاس واپس آ گئے۔



تیمور اور ایزل بہترین دوست تھے۔ انہیں کبھی کسی تیسرے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ وقت اور حالات کی مطابقت سے وہ وقت کے بہترین ساتھی تھے۔

وقت گزرتا گیا اور وہ دونوں یونہی پروان چڑھتے رہے۔ گریجویشن مکمل کرنے کے بعد دونوں نے بیرون ملک اسکالرشپ کے لئے اپلائی کیا۔ زندگی کی ہر راہ پر ہم راہی ہونے کے باعث وہ یہ راہ بھی ساتھ چلنا جاتے تھے۔ مگر قسمت کا ناجانے کیا منصوبہ تھا یہ محض قسمت ہی جانے۔

یہ منظر اسی صبح کا تھا کہ ایزل لیپٹ ٹاپ پر نگاہیں مرکوز کئے بیٹھی تھی جبکہ تیمور دنیا مافیا سے بے خبر خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔ منتخب کردہ درخواست دہندگان کی فہرست گوگل پر نشر کر دی گئی تھی۔ وہ دیکھ کر ایزل کی آنکھوں میں چمک ابھری کچھ ہی لمحوں میں وہ دیوانہ وار چیختی تیمور کے سر پر کھڑی اسے اٹھا چکی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"تیمور دیکو تمہارا نام آگیا ہے لسٹ میں اسکالرشپ کی" ایزل پر جوش انداز میں بولی۔

اسکا لرشپ کا نام سنتے ہی جیسے تیمور کو یک دم ہوش آیا تھا۔

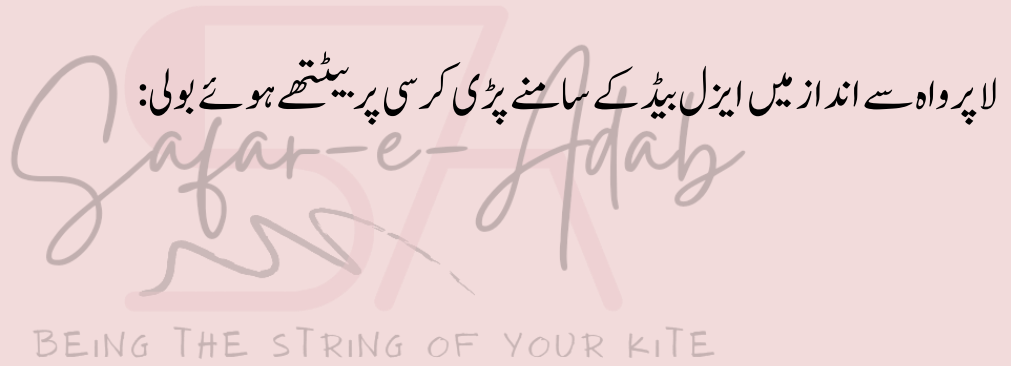
Safar-e-Adab

"دکھاؤ کہاں ہے یار مجھے تو بالکل امید نہیں تھی کہ آئے گا۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

تیمور ابھی بول ہی رہا تھا کہ یک دم اسے جیسے جھٹکا لگا اور سنجیدہ ہو کر ایزل کی طرف مڑا:

"ایک منٹ، تم نے کہا میرا نام آگیا ہے جبکہ تمہیں کہنا چاہیے ہمارا نام آگیا ہے۔"



"ہاں کیونکہ میرا نام نہیں آیا صرف تمہارا آیا ہے اس لئے میں نے یہ کہا۔"

اتنے میں تیمور بے تابی میں اٹھ کر ایزل کے سامنے کھڑا ہوا اور بولا:

"کیا مطلب تم پاگل ہو مزاق کر رہی ہو نا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارا نام نہ آئے تم نے دھیان سے دیکھا
نہیں ہوگا"



نظریں آچکا کر تیمور کی طرف دیکھتے ہوئے ایزل بولی:

"اتنی بھی باؤلی نہیں ہو گئی اب میں کہ میرا نام آئے اور مجھے نظر نہ آئے۔"



BEING THE STRING OF YOUR KITE: اسی بے تابی سی کیفیت میں تیمور ایک بار پھر بولا:

"اچھا تم لیپ ٹاپ لاؤ میں ایک مرتبہ دوبارہ دیکھوں مجھے یقین ہے آگیا ہو گا"

تیمور کی طرف خاردار نگاہوں سے گھورتے ہوئے ایزل بولی:

"یار جب میں کہہ رہی ہوں نہیں آیا تو پھر۔ میں بھولنے کی کوشش کر رہی ہوں اس بات کو تم پھر دہرائی
جار ہے ہو۔ اب بس میرے سامنے زکرمٹ کرنا کہ میرا نام نہیں آیا۔"

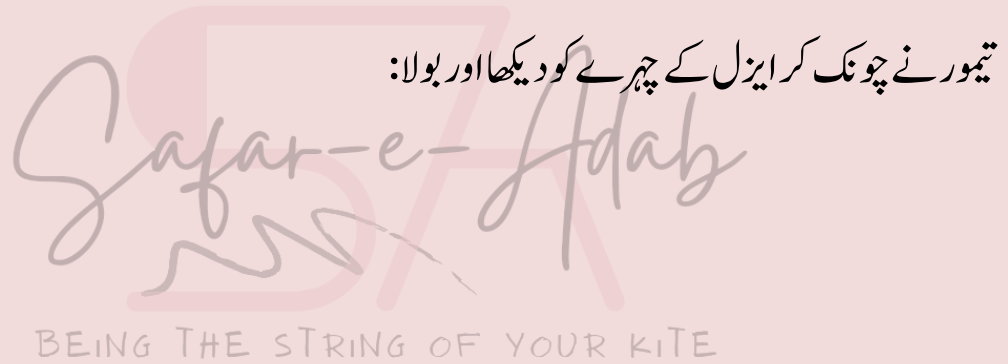
ایک لمبا سانس اندر کھینچتے ہوئے تیمور ایزل کے ساتھ پڑے صوفے میں گرنے والے انداز میں بیٹھا
اور بولا:

ہاں تو پھر میں بھی نہیں جا رہا میں نے کیا کرنا ہے جس کر تمہارے بغیر۔ ہیں کہیں دونوں ایڈمیشن لیتے ہیں
اب۔"



حیران کن انداز میں ایزل تیمور کی جانب رخ کرتے ہوئے بولی:

"کیا مطلب تم کیوں نہیں جارہے! تم ضرور جاؤ گے کان کھول کر میری بات سن لو میری وجہ سے میں تمہیں کبھی نہیں رکنے دوں گی۔"



"تم پاگل تو نہیں ہو گئی۔ میں تمہارے بغیر کیسے جاسکتا ہوں۔ یہ بات تو واضح ہے کہ اگر تم نہیں جاؤ گی تو میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔"

تیمور کی بات پر سرے سے ہی دھیان نہ دیتے ہوئے وہ باہر جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ دروازے تک پہنچ کر اس نے مڑ کر تیمور کو دیکھا اور بولی:

"تم ضرور جاؤ گے۔"

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

یہ کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئی اور بے پروا مگن سی چلنے لگی۔ ساتھ ہی مسلسل کچھ نہ کچھ بولتا تیمور اس کے پیچھے آ رہا تھا۔

اسی طرح چلتی وہ لاونج میں داخل ہو گئی جہاں صوفے پر اس کی دادی صوفیہ بیگم براجمان تھی۔ ایزل چلتے ہوئے ان کے پاس آکر نیچے قالین پر بیٹھ گئی اور ان کی گود میں سر رکھ لیا۔

Safar-e-Adab

انہوں نے شفقت سے ایزل کے سر پر پیار دیا اور تیمور کی طرف دیکھ کر مسکرا کر بولیں:

"کیا ہو گیا بھی یہ صبح سے گھر میں کونسی جنگ چھڑی ہے۔"

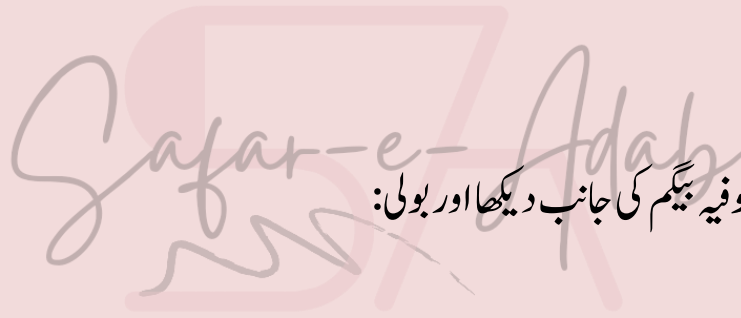
وہیں کھڑے کھڑے نجل سی کیفیت میں تیمور نے سارا معاملہ بیان کیا اور بولا:

"دیکھیں نہ نینی آپ کو پتہ ہے کہ ہم دونوں ہی کبھی ایسے اکیلے نہیں گئے اور اب میں اکیلا کیسے چلا جاؤ۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

صوفیہ بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے ایزل سے کہا:

"بچے اگر وہ نہیں جانا چاہتا تو کیوں زبردستی بھیج رہی ہو اور ٹھیک ہی کہہ رہا ہے وہ تم اسکا لرشپ نہیں ملی تو کیا ہو خود وہ ایڈمیشن لے لو۔"



سراٹھا کر ایزل نے صوفیہ بیگم کی جانب دیکھا اور بولی:

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"میں پاکستان میں ہی رہ کر پڑھنا چاہتی ہوں لیکن وہ میری وجہ سے نہیں جا رہا جو کہ میں نہیں ہونے دوں گی اور ویسے بھی آپ کے پاس بھی کسی کو ہونا چاہیے اس لئے میں ادھر ہی رہوں گی۔"

صوفیہ بیگم کے پاس تیمور آکر بیٹھ گیا اور بات کا آغاز کیا:



"پر مینی دیکھیں نہ"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ ایزل کپڑے جھارتی کھڑی ہو گئی اور تنبیہ کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر بولی:

"بس بات ختم میں نے کہہ دیا تم جاؤ گے تو جاؤ گے اب مجھے کوئی مزید بحث نہیں چاہیے جا کر تیاری کرو۔"



سورج ڈھل رہا تھا۔ شام کے پانچ بج چکے تھے۔ ایزل اور تیمور اس وقت مال آف لاہور میں دوسری منزل پر موجود تھے۔ ایک دکان میں تیمور کھڑا کچھ چیزوں کا جائزہ کے رہا تھا کہ ایزل کی آواز آئی:

" تیمور یہ جیکٹ دیکھو! پیاری ہے لے لیتے ہیں۔ "

اتنے میں تیمور جیکٹ کا معائنہ کرتے ہوئے بولا:

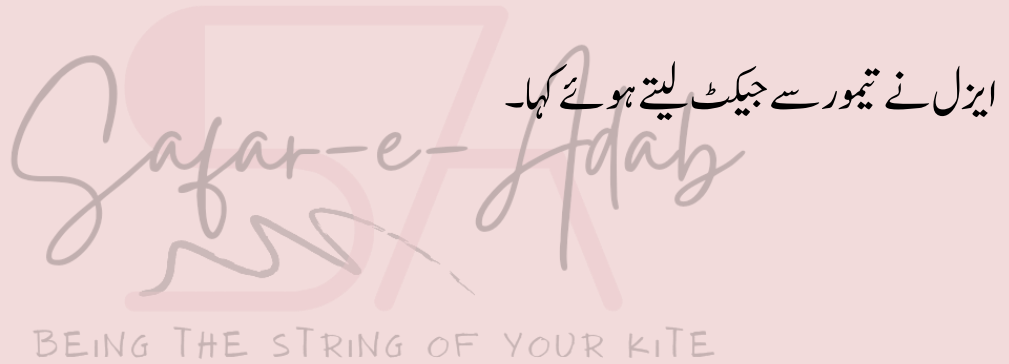
Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ٹھیک ہے میں تو کے لیتا ہوں لیکن یہ لاہور میں کب سے برف باری ہونے لگ گئی کہ تم یہ جیکٹ لوگی۔

کہیں تم نے اپنا ارادہ بدل کر میرے ساتھ جانے کا تو نہیں سوچ لیا۔"

"ایسے عجیب و غریب ارادے ایزل دلنواز کے کبھی نہیں ہو سکتے۔"



تیمور نے ایزل کی آنکھوں میں دیکھا اور دھیمے لہجے میں بولا:

" اور تیمور شہنواز ایزل دلنواز کے بغیر جانے کا ارادہ نہیں کر سکتا۔ "

ایزل تیمور کا بازو کھینچتے ہوئے بولی:



"باؤ لے اسی ایزل دلنواز نے یہاں جو تار لینا ہے اب وہی فضول میلو ڈرامہ یہاں کیا تو۔ چلو یہاں سے۔"

تمام تر ضرورت کی اشیاء خریدنے کے بعد اس رات کے قریباً نو بجے وہ گھر میں موجود تھے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد اس وقت وہ ٹیرس پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ دو کرسیاں ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے پڑی تھیں جس پر وہ براجمان تھے۔ درمیان میں گول میز پڑا تھا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ قمر اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ عروج پر تھا۔ ہوا میں خنکی تھی۔ فضا میں عجب سی خاموشی اور اداسی تھی۔

Safar-e-Adab

"کیا میں تمہیں یاد آیا کروں گی۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

ایزل نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے تیمور سے پوچھا۔

تیمور نے ایزل کی آنکھوں میں دیکھا، ایک آزرده مسکراہٹ نمودار ہوئی اور بولا:

"ہر چائے کے گھونٹ میں، ہر سفر میں، ہر لمحے میں، ہر سانس میں یاد آو گی۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"اور اگر تم مجھے بھول گئے؟"

"تیمور شہنواز اس دن ایزل دلنواز کو بھول جائے گا جس دن اس کی سانسوں کی مالا ٹوٹ جائے گی۔"

"اور ایزل دلنواز تمہیں ہمیشہ یاد رکھے گی ہر کہانی میں تمہارے ذکر کو صفِ اول رکھے گی۔"



وہ دونوں اپنی کہانیوں کو بننے میں لگن تھے مگر کون جانے ایک کہانی اور بنی جا رہی تھی، قسمت کی کہانی۔

کچھ آنکھوں کو اشک بار کر کے، کچھ چہروں کو اداس کر کے تیمور شہنواز آج جا رہا تھا۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR LIFE "پینگ کر لی تم نے ساری؟؟"

ایزل نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

تیمور نے نظر پھیر کر ایزل کو دیکھا اور بولا:

Safar-e-Adab

"کر لی ہے لیکن کیا میرا جانا ضروری ہے؟ ابھی بھی وقت ہے میں رک جاتا ہوں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ ڈراما پھر کبھی کے لئے رکھ لیں؟ ابھی تمہیں دیر ہو رہی ہے۔"

ایزل دروازے میں کھڑی بولی۔

"اچھایا لیکن تم ایئرپورٹ تک تو ساتھ چل سکتی ہونا۔ کیا میرے لئے اتنا نہیں کر سکتی؟"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

تیمور وہیں کھڑے مخاطب ہوا۔

"اب مجھ میں اتنی سکت نہیں کہ تیمور شہنواز کو الوداع کہ سکوں۔"

یہ کہہ کر وہ رکی نہیں باہر کی جانب چلی گئی۔

Safar-e-Adab

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سب گھر والے داخلی دروازے پر موجود تھے۔ سب کو الوداع کر کے وہ جا رہا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا، وہاں جا کر ہم دونوں کو بھول مت جانا اور جلدی واپس آنا ہمیشہ کے لیے وہیں کے ہو کر
مت رہ جانا۔"



نہنی اسے گلے ملتے ہوئے ہدایت کر رہیں تھیں۔ نہنی سے مل کر وہ ایزل کی جانب آیا جو چپ ایک طرف
کھڑی تھی۔

"اب تو خوش ہو جاؤ ایزل دلنواز! تمہارے کہنے پر جا رہا ہوں۔"

تیمور نے ایزل کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔



ایزل ویسے ہی ہاتھ باندھے کھڑی رہی اور بولی:

"ماشاء اللہ! میری سات نسلوں پہ احسان ہو گا آپ کا جا کر۔"

"وہ تو ہے!" تیمور نے فخریہ انداز میں کہا۔

Safar-e-Adab

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ وقت گزرتا گیا وہ وہیں ٹھہر گئے مگر رخصتی طہ تھی۔ اسے جانا تھا، سب کو چھوڑ کر اور وہ جا رہا تھا۔ الفاظ بے معنی تھے لہذا مصافحے سے ایک دوسرے کو الوداع کہا گیا۔ تیمور گاڑی میں بیٹھ گیا، گاڑی چل پڑی وہ وہیں کھڑی رہ گئی، اسے جاتا دیکھتی رہی۔

ایئرپورٹ پر ہر سمت دھکم پیل تھی۔ ہر کوئی اپنے عزیز و اقارب کو الوداع کہہ رہا تھا۔ وہ چپ چاپ ایک سیٹ پر جا بیٹھا اور گرد و نواح میں نظر دوڑانے لگا۔ کسی کی آنکھ پر نم تھی تو کوئی کمال ضبط آزماتے ہوئے چہرے پر جھوٹی مسکراہٹ سموئے جا رہا تھا۔ مگر ایک بات مشترک تھی، دل سب کے ویران تھے۔ اپنوں سے جدائی کہاں آساں ہوتی ہے، یہ تو محض راہ پر خار ہی ہے۔ اتنے میں اس کی فلائٹ کی اناؤنسمنٹ ہونے لگی۔ اس نے اٹھنا چاہا مگر ناجانے کیوں اسے اپنا آپ مفلوج ہوتا محسوس ہونے لگا۔ دل ڈوبنے لگا۔ سب حرکت کرنے لگے اور اپنوں کو وداع کر کے جانے لگے مگر وہ وہیں مقفل تھا۔ وقت گزر تا گیا، راہ گیر گزرتے رہے، مگر وہ وہیں بیٹھا رہا۔ قریباً ایک گھنٹہ بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایئرپورٹ سے نکل کر وہ یونہی مال روڈ پر گھومتا رہا۔ سورج ڈھل گیا۔ ٹہل ٹہل کر جب وہ تھک گیا تو رائنڈ بک کروا کر گھر کی جانب روانہ ہو گیا اور بس یہی سوچتا رہا کہ ناجانے پر ایزل کو کیسے منائے گا۔

گھر میں داخل ہوا تو ہر جانب ہوکا عالم تھا۔ ایزل کو ڈھونڈتا وہ ٹی وی لاونج میں چلا گیا۔ جہاں صوفیہ بیگم دل پر ہاتھ رکھے بے آواز روتی ہوئیں ایک جگہ بیٹھی تھیں اور ٹی وی پر خبر نشر کی جا رہی تھی۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ترکی جانے والی پرواز نمبر 156 فنی خرابی کی وجہ سے سمندر میں ڈوب گئی۔"

وہ حیران تھا۔ اتنے میں وہ صوفیہ بیگم کے پاس آبیٹھا اور بولا:

"نہی دیکھیں اللہ کا کرشمہ اس نے مجھے بچالیا۔ میں نہیں گیا تھا۔ اب تو آپ چپ کر جائیں۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

انہوں نے رخ موڑ کر تیمور کی جانب دیکھا اور بولیں:

"جگر بچ گیا مگر دل تو ڈوب گیا۔ پھر میں کیوں نہ ماتم کروں۔"

"آپ کیا کہہ رہیں ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔"

"اس روز جس دن میرٹ لسٹ لگی تھی، ایزل خوشی سے چیختے ہوئے میرے پاس آئی تھی۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہی آپ کو پتہ ہے میرا اور تیمور کا میرٹ لسٹ میں نام آگیا ہے۔"

"چشم بدور اللہ تم دونوں کو ایسے ہی خوش و خرم رکھے اور مزید کامیابیاں دے۔"

نینی نے ایزل کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ بات تیمور کو بتائی؟"

"ابھی نہیں بتائی۔ میرے پاس ایک پلان ہے۔ آپ میری مدد کریں گی؟"

ایزل نے شیر نظر وں سے نینی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا خرافات تمہارے دماغ میں چل رہی ہیں؟"

"نہنی میں تیمور کو کہوں گی کہ میرا نام لسٹ میں نہیں ہے میں نہیں جا رہی۔ اور میں وہاں پہنچ کر اسے سر پر اندر دوں گی۔"

"سوچنا بھی مت ایسا کچھ کرنے کا، میں ایسے کسی کام میں ملوث نہیں ہوں گی۔"

"نہنی پلیز! ایسا تو مت کریں نہ آپ میری مدد نہیں کریں گی تو کون کرے گا۔"

Safar-e-Adab

"ایزل میری جان زد مت کرو نہ!!"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"آپ نے میری مدد کرنی ہے یا نہیں بس یہ بتائیں۔"

ایزل نے نروٹھے انداز میں پوچھا۔

"ظاہر ہے کرنی پڑے گی۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔"

وہ کچھ بے بسی سے بولیں

"نینی آپ کو پتہ ہے کہ آپ کتنی اچھی ہیں۔"

ایزل کچھ پر جوش سے انداز میں بولی۔
Safar-e-Adab

"بس کرو اب اور میرے بچے کو اتنا تنگ مت کیا کرو۔ بیچارے کی جان لے لو گی یہ جھوٹ بول کر"

"اسے تنگ کئے بغیر مزہ بھی کہاں آتا ہے نینی"

یہ بول کر ایزل اٹھی اور ہنستے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئی۔

بے آواز آنسوؤں کے ساتھ روتی صوفیہ بیگم بولیں:

"اس جہاز میں وہ تمہارے انتظار میں تھی۔ تمہارا بخت تمہیں یہاں کے آیا اور اس کے بخت نے اسے ڈوبا دیا۔"

وہ شل وہیں بیٹھا رہا۔ دماغ مفلوج ہونے لگا۔ اور دل کا کیا۔۔۔۔۔ وہ تو پہلے ہی بند ہو چکا تھا۔

لا شعوری طور پر کہیں پڑھی گئی حدیث قدسی اس کے ذہن میں محو گردش ہو گئی:

"اے ابن آدم! اک وہ ہے جو تیری چاہت ہے اور اک وہ ہے جو میری چاہت ہے پر ہو گا وہی جو میری چاہت ہے۔"

ایزل کے تمام منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے اور ہو اوہی جو اللہ کا منصوبہ تھا۔

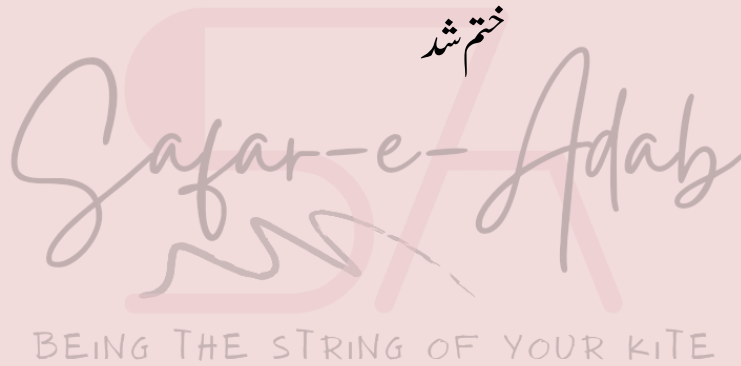
بارش اپنی پوری آب و تاب سے جاری تھی۔ کھڑکی کا پٹ پیچھے کئے وہ ہاتھ میں چائے کا گگ لئے لان میں دیکھ رہا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

اسے بارش میں جھومتی ایزل کا تصور کا ہونے لگا تو کسی لمحے وہ اسے اپنے ساتھ اسی لان میں چھپاتی باتیں کرتی اور چلتی ہوئی دکھائی دیتی۔ چائے کی چسکی لیتا تو اسے وہ دیر رات تک کی باتیں جو وہ چائے کا گگ تھا مے اس کھڑکی میں بیٹھی اس نے ساتھ کرتی وہ سب یاد آنے لگتیں۔ ماضی کی کسی یاد کے بندھن سے اس کا ناتہ

نہیں ٹوٹا تھا۔ کہیں برس گزر جانے کے بعد بھی ایزل تیمور اور نینی میں زندہ تھی۔ جو کبھی وہ باتوں کا قصہ کھولتے تو ایزل ہی موضوع سخن ہوتی ورنہ اس گھر میں خاموشی کا قفل نہ ٹوٹتا۔

اس نے کہا تھا وہ اسے یاد رکھے گا ہر چائے کے گھونٹ میں ہر لمحے میں اور ہر سانس میں اور اب اور وہی یاد اس کی زندگی کا مرکزی محور تھی۔



پل صراط

عنیزہ زاہد



"تم مجھے ایک برا انسان سمجھتی ہونا۔ مجھے پہچاننے میں تم سے ذرا سی غلطی ہو گئی۔ میں صرف برا نہیں، ایک بدترین انسان ہوں۔" وہ گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے ایک ٹرانس میں کہہ رہا تھا۔ شراب گلاس سے باہر گرنے لگی تھی پر اسے تو جیسے ہوش ہی نہیں تھا۔ پھر اس نے وہ گلاس اٹھایا اور اسکی طرف دیکھا۔

وہ خوف سے اپنی جگہ پر سمٹی۔ "کیا کہہ رہی تھی تم؟ اس وقت تمہارا کوئی موڈ نہیں ہے مجھ جیسے شرابی کے منہ لگنے کا؟" وہ خود سے سوال کرتا، خود سے جواب دیتا اس کے قریب بیٹھا۔ "اور یہ کہ میں نشئی ہوں؟ آج تمہیں بھی شراب کی لذت چکھاؤں گا۔" اس نے گلاس منال کے منہ کے قریب کیا۔

☆☆☆

'کبھی تو تو بھی محبت کرے گا۔'

فاران احمد نے محبت کی تھی!

'تو بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہے گا۔'

اس نے بھی کسی کو ٹوٹ کر چاہا تھا۔

اور پھر۔۔ پھر وہ تجھے چھوڑ جائے گی۔'

اور پھر وہ اسے توڑ گئی۔

'پھر میں تیرے پاس آؤں گا۔ اور کہوں گا کہ دل پہ مت لے۔ وہ چلی گئی تو کیا ہوا، کوئی اور آجائے گی۔' اسکے جانے کے بعد کوئی نہیں آیا۔ اس نے آنے ہی نہ دیا۔

ایسین فتح



"یہاں دستخط کرو غازہ ! " کاغذ غازہ کے سامنے کرتے ہوئے انہوں نے کہا تو غازہ نے ایک نظر اپنے سامنے بیٹھے اس اجنبی شخص کو دیکھا جس سے ابھی وہ چند گھنٹوں پہلے ملی تھی۔ ان چند گھنٹوں کی ملاقات نے اس شخص کو اس کا حقارت بنا ڈالا تھا۔ زندگی میں پہلی بار قلم پکڑتے ہوئے غازہ کے ہاتھ بڑی طرح کانپنے لگے۔ وہ تو با آسانی قلم تھام کر شفاف کاغذ پر آدھی ترچھی لکیریں کھینچ کر بہت سارے خاکے بنا لیا کرتی تھی، کچھ دھندلے ہوتے تو کچھ میں پہلی ہی حسرت میں جان موجود ہوتی۔

"تم رشتے کھونے سے ڈرتی ہو غازہ ! " سبیکہ کا چند روز قبل کہا گیا جملہ کان کے پردے پر ابھرا تھا۔ "بچ کہا تھا تم نے میں رشتے کھونے سے ڈرتی ہوں سبیکہ ! اور یہ نیا دھور رشتہ بھی شاید میں کھونے کے لیے ہی بنا رہی ہوں۔" دل میں اس کے کہنے کا جواب دے کر اس نے کاغذ پر قلم گھسیٹا تھا۔ عجیب بات تھی وہ ایک کاروباری شادی کے لیے دلہن بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"میری زندگی برباد کر کے تم یہاں سکون سے سو رہی ہو۔ شام سے مینو مجھے فون کر رہی ہے اور میں اس کا فون نہیں اٹھا رہا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ میں اس سے بے وفائی کرنے پر بے حد شرمندہ ہوں۔ اپنی زندگی میں پہلی بار میں نے کسی کو چاہا ہے اور تم زبردستی ایک بزنس ڈیل کی طرح میرے سر پر آ گئی ہو۔" وہ بالوں میں ہاتھ چلاتا ہوا اپنے اندر کا سارا انتشار اس پر انڈیل رہا تھا۔ غازہ خاموشی سے بس اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اسے واقعی ہی اس شخص پر ترس آیا تھا جس کی محبت آباد ہونے سے پہلے ہی اس کے باپ نے اجاڑ دی تھی۔ وہ بستر سے اتر کر اس کے نزدیک آئی تھی۔

"میں بہت تلخ ہو چکی ہوں کلج ! جانتے ہو کیوں؟" اس نے اس کے چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی آہستگی سے کہا تھا۔

"کیونکہ اس دنیا اور معاشرے کی سفاکی آپ کو تلخ بنا دیتی ہے۔ اول تو مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کسی سے کمینڈ ہو اور بالفرض اگر مجھے معلوم بھی ہوتا تو تب بھی میں وہاں کچھ نہیں کر پاتی۔ میں یہ کاغذی تعلق تب بھی نہیں روک سکتی تھی۔ تمہاری مجرم میں نہیں ہوں کلج ارسلان ! بلکہ اپنے مجرم تم خود ہو۔ مینو کے مجرم تم ہو جو محض اپنے باپ کی لالچ کے ہاتھوں اپنی محبت پر ایک کاغذی سوتن لے آیا۔" وہ سینے پر بازو پیٹتے انتہائی تلخی سے کہہ رہی تھی جبکہ کلج بس حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

Click here

safareadab.com



دنوشہ آرزو

"جانتے ہو میرے لیے اب محبت کیا ہے۔" وہ آنسوؤں کو بمشکل روکے ہوئے تھی۔ "م جس سے (ال) مالک شروع ہوتا ہے، ج جس سے (ال) حلیم شروع ہوتا ہے، ب جس سے (ال) باری اور ت سے تمنا (وہ جو اللہ سے کی جاتی ہے) شروع ہوتی ہے۔ بس یہی ہے میرے نزدیک محبت!" وہ خط کی انتہا پہ تھی۔ "ایک وقت تھا تم میری تمنا تھے مگر اب صرف ایک ہی تمنا ہے میری۔۔۔ اللہ۔۔۔ بس اللہ۔۔۔" وہ رکی اور گہرا سانس لے کر بولی۔ "ایک بار بھابھی نے کہا تھا کہ ایک بار جو چڑھ جائے رنگ حب الہی تو اتر جائیں۔۔۔! ہاں وہی رنگ چڑھ گیا ہے مجھے۔" وہ زید کی خاموشی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اب ایک آخری جملہ رہ گیا تھا کہنے کو۔ وہ ہمت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ کہنے لگی تھی کہ زید بولا۔ "تمنا تمہیں نہیں بھی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارا ہوں، تمہارا تھا، اور تمہارا ہی رہوں گا۔ شوہر کی تمنا بھی ہوتی ہے بھلا کسی کو۔" وہ مسکراتے ہوئے کوشش کر رہا تھا۔

"شوہر کے غیر محرم ہونے میں بس ایک دستخط کی دیر ہوتی ہے۔" وہ سنگدل ہو چکی تھی۔ دوسری جانب زید کو دھچکا لگا تھا۔

☆☆☆

"مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم کسی کو پسند کرتی ہو۔" اسے جھکا لگا کیا وہ جان گئے تھے۔ وہ ذرا بوکھلا گئی مگر جھوٹ وہ نہیں بولنا چاہتی تھی۔

"جی، مگر آپ سے کس نے کہا؟" اس نے لکھ ہی دیا۔

"وہ اہم نہیں ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس کا نام کیا ہے؟" وہ کچھ مزید بوکھلائی۔ اب کیا کرے؟

"میں نہیں بتا رہی۔ ابھی کچھ کنفرم نہیں ہے۔ میں ایسے تو نام نہیں بتا سکتی نا؟" اسے یہی جواب ٹھیک لگا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ وہ یہ تاثر دے گی کہ وہ جو کوئی بھی ہے اس نے سوچنے کا وقت مانگا ہے۔ اب جھوٹ ہے تو جھوٹ سہی۔ شرم سے توجہ ہٹا کر گئی۔

"ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو میں جانتا ہوں وہ کون ہے۔" وہ گھبراہٹ میں پگھل رہی تھی جلتی موم کی طرح۔

اچھا اتنے پریقین ہیں تو بتائیں نام؟" اس نے ڈرتے ڈرتے ناپ کیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے ہی پسند کرتی ہو، آخر۔۔۔" وہ دم بخود رہ گئی۔ آخر وہ کیسے جان سکتے تھے؟ در اگر وہ جانتے تھے تو کب سے جانتے تھے؟ وہ حیران بھی تھی اور پریشان بھی۔

"اگر تمہاری مجھ سے شادی نہ ہوئی ہوتی اور تمہیں موقع ملتا تو کیا تم حسن خان کو اپنا لیتے؟"

رقیہ الجھ سی گئی۔ "میں سمجھی نہیں آپ کی بات کا مطلب۔"

وارث جان نے بہت سوچنے کے بعد سوال کا انداز بدل دیا۔ "تمہیں مجھ میں یا حسن خان میں سے کسی ایک کو چننا ہو تو کسے چنوں گی؟"

رقیہ وارث کے اس سوال پر ناراض ہو گئی۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو۔۔۔ یہ کیا عجیب سا سوال ہے۔۔۔ آپ شوہر ہیں میرے اور وہ کوئی نہیں میرا۔ بس ساتھ پڑھتا ہے اور اچھا کلاس فیلو ہے۔ اس کا آپ سے کیا مقابلہ!!!!"

وارث جان ابھی بھی الجھا ہوا تھا۔ "رقیہ میں صرف اور صرف تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم حسن خان کے ساتھ کو پا کر خوش رہ سکتی ہو تو۔۔۔" اس کے باقی ماندہ الفاظ اندر کہیں دب کر رہ گئے تھے۔ رقیہ جو وارث جان سے کبھی اونچی آواز میں بولنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اس نے وارث جان کے گال پر زور دار تھپڑ مار دیا۔ اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ کیسے اس کا ہاتھ وارث پر اٹھ گیا۔

☆☆☆

"امبر تم نے کہیں رقیہ کو دیکھا ہے۔ مجھے گیٹ سے پتا چلا کہ رقیہ آچکی ہے۔" رقیہ کی حسن کی طرف بیک تھی۔ رقیہ مسکراتے ہوئے ہلٹی اور حسن خان وہیں دل تمام کر کھڑا ہو گیا۔ "اف۔۔۔ کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے۔" اس سے پہلے کہ حسن خان مزید کچھ اور کہتا رقیہ اس کی طرف بڑھی۔ حسن خان کی آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی کہ آج وہ رقیہ کو پا لینے کے جنون سے آیا ہے۔ حسن خان کے ساتھ اس کی والدہ بھی تھیں۔ انہوں نے رقیہ کے لیے تعریفی جملے کچھ اس طرح کہے۔ "بہت خوبصورت ہو تم اور آج تو بہت زیادہ حسین لگ رہی ہو۔ جانتی ہو آج مجھے کیوں لایا ہے اپنے ساتھ؟؟؟" ابھی وہ مزید کچھ کہتیں کہ رقیہ نے مسکرا کر حسن کو مخاطب کیا۔

"حسن ان سے ملو میرے سہنڈ۔ سردار وارث جان۔" حسن کی آنکھیں پھٹ سی گئیں وہ بے اختیار بولا "کیا؟؟؟ کیا کہا ہے تم نے۔۔۔؟؟؟ کون ہے یہ؟؟۔۔۔ مطلب تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے ان کا؟؟؟"

Click here

safareadab.com

وراثت

فاطمہ ملک

ناول ماہ نور کی دیکھی جھلک

التمش بھائی آپ یہاں؟؟

سب چیزوں سے فارغ ہو کر وہ جگ میں پانی
بھرنے آئی تھی جب التمش اچانک سے اسکے
بہت قریب آ کر کھڑا ہوا تھا۔

اسکی سانس رکی تھی۔۔۔

تم بہت خوبصورت ہو نور! التمش کی نظریں بے
باکی سے اس پر جمی تھیں جس سے اسکی ریڑھ کی
ہڈی میں سنسناہٹ دوڑی تھی۔۔۔

آپ ہوش میں تو ہیں؟

یہ کیا بد تمیزی ہے ہٹیں میرے راستے سے۔۔
ایسے کیسے کتنے عرصے سے میں اس موقع کی
تلاش میں تھا۔

آپ ہوش میں واقع نہیں ہیں کل نکاح ہے آپکا
میرے راستے سے ہٹیں ورنہ میں شور مچاؤں گی

۔۔۔

ہا ہا ہا۔۔۔۔

التمش بڑی کمینی ہنسی ہنسا تھا۔۔۔

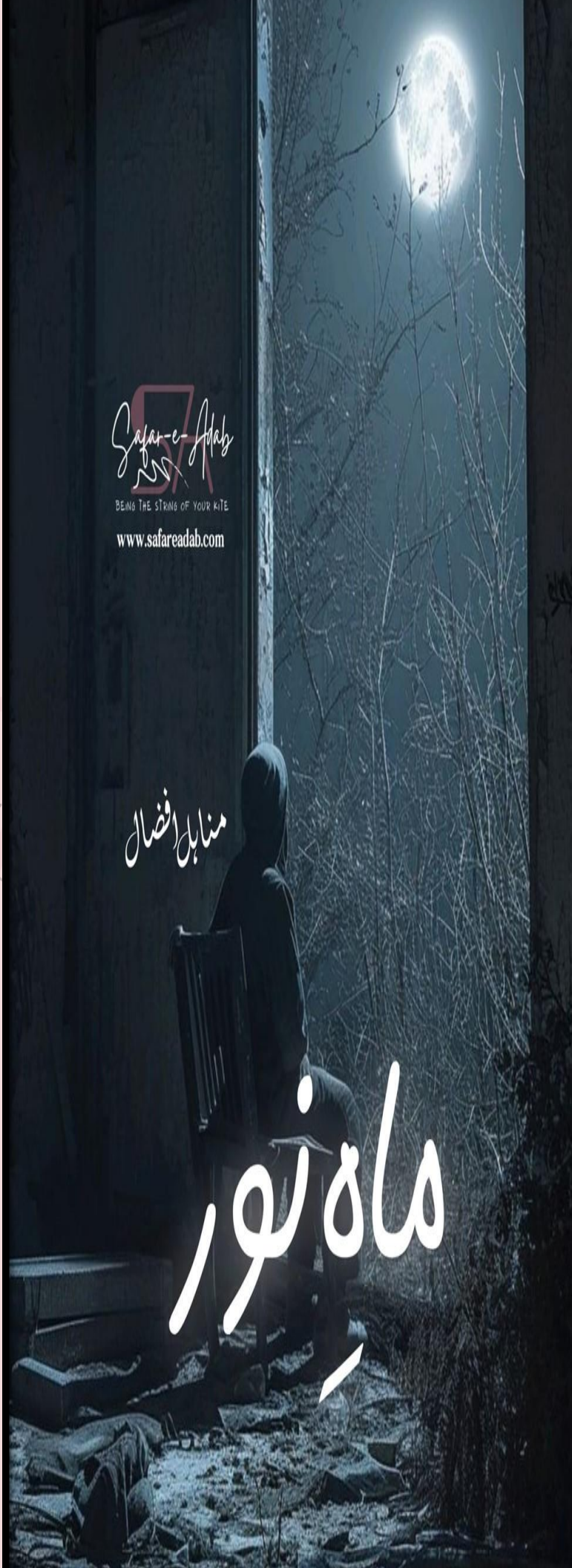
اور کون یقین کرے گا تمہاری بات کا؟؟

تمہارے بابا؟؟

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE
www.safareadab.com

منابرِ افصال

ماہ نور



مجھے فکر ہو رہی ہے بیٹے کچھ تو بولو؟؟

دادا۔۔۔

اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی اور چہرہ خوف

سے سفید پڑھا تھا۔۔۔

جو تمہیں اون تک نہیں کرتے؟؟

یہ بھائی جو خود اپنی ماں کے اشاروں پر چلتے ہیں

۔۔۔

یہ الفاظ نہیں تھے سیسہ تھا جو اسکے کان میں بھولا

گیا تھا اس کا بس چلتا تو زمین پھٹتی اور وہ اس میں

سما جائے۔۔۔

دادا کریں گے میرا یقین۔۔۔

اسکو اپنی آواز کسی کھائی میں سے آتی محسوس

ہوئی تھی۔۔۔

دیکھو نور میں نہیں چاہتا کہ تماشہ کو تم ایک بار

میری التمش کی بات مومن میں ہی رہے گئی تھی

جب پوری قوت سے نور نے اسکے گال پر تھپڑ

رسید کیا تھا۔۔۔

اور اسی تیزی سے اپنے حیدر صاحب کے کمرے

کی طرف بھاگی تھی۔۔۔

حیدر صاحب ابھی سونے کے لیے ہی لیٹے تھے

جب وہ ان سے زور سے لپٹ گئی تھی۔۔۔

نورے بیٹی کیا ہوا ہے؟؟

ادھر دیکھو نور؟؟؟

مکمل ناول فری میں پڑھنے کے لیے یہاں

کلک کریں۔

safareadab.com

BEING THE STRING OF YOUR KITE

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب